بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقشِ آغاز

وطن عزیز پچھلے چند ماہ سے جس بحران میں مبتلا ہے، بظاہر اب اس کی شدت میں اللہ کے فضل وکرم سے کمی آ رہی ہے۔ اور اسے ختم کرنے کے لئے اسلام دشمن سامراجیوں کا عالمی منصوبہ کافی حد تک ناکام دکھائی دے رہا ہے۔ مگر ایسے حالات جب کسی خوابیدہ اور غفلت شعار قوم کیلئے قدرت کی طرف سے جھنجھوڑنے کا ذریعہ ہوتے ہیں تو دیکھنا یہ ہے کہ ہماری قوم اس المناک سانحہ سے کیا سبق لیتی ہے جو ملک کے دونوں حصوں کی بہترین افرادی قوت کے ضیاع، معاشی تعطل اور مادی نقصان کے علاوہ اعلیٰ انسانی اخلاق وکردار کی بربادی کا سبب بنا۔ کوئی مردہ قوم جس کی بدنصیبی پر تقدیر کا آخری فیصلہ صادر ہو چکا ہو، ایسے حالات سے صرف نظر کر سکتی ہے ورنہ ایک ایک ایسی قوم جو صدیوں کی غلامی کے بعد لیلائے آزادی سے بغلگیر ہو چکی ہو اور پھر اپنے مطلوب گم کردہ کی تلاش میں اپنی قومی زندگی کا بہترین عرصہ تیئس سال بھی گنوا چکی ہو اور وہ نہ صرف مسلمان کہلاتی ہو بلکہ پوری اسلامی دنیا کے دکھوں کا مداوا بننے کے دعوے لیکر کارزارِ آزادی میں اتر چکی ہو، اور وہ خیر امتہ کہلانے کی دعویدار ہو، اگر اتنی عظیم قومی قیامتہ سے بھی عبرت اور نصیحت نہ لے سکے تو شاید پھر میدان سعی وعمل میں قدرت کی طرف سے اسے سنبھلنے کا کوئی اور موقعہ ہی نہ مل سکے۔ ہمیں یعنی پوری قوم کو اپنے فکر ونگاہ اور قلب ونظر کی تمام وسعتوں اور گہرائیوں سے کام لیکر از سر نو ان تمام محرکات کا جائزہ لینا ہوگا جو ان حالات پر منتج ہوئے اور ان تمام اسباب کو کرید کرید کر معلوم کرنا ہوگا جنہوں نے یہ روزِ بد دکھایا، قومی خودکشی کے اس ہولناک گڑھے تک نہ تو ہم یکایک پہنچے ہیں اور نہ ہم اس کی ذمہ داری کسی ایک فرد یا گروہ یا چند ایک اسباب پر ڈالکر اپنے احساس اور ضمیر کو خطاکاریوں کے بوجھ سے سبکدوش کر سکتے ہیں، خرابی جتنی بڑی ہوگی اس کے اسباب بھی اس سے زیادہ گہرے اور ہمہ گیر ہوں گے اور جرم کا ارتکاب بھی اس سے بڑے پیمانہ پر سرزد ہوا ہوگا۔ ایسے عظیم قومی المیہ میں بھی ایک دوسرے کو نیچا دکھا کر اپنی مطلب برآری کرنا اور کسی ایک گروہ کا دوسروں کے ذمہ سب کچھ لگا کر اپنا اُلّا رکھنا، طالع آزما ابن الوقت اور ہوسِ اقتدار میں حواس باختہ لوگوں کا کام ہے۔ ورنہ مخلص ذہنیت ہمیشہ اپنے آپ کو سزاوار اور خطاکار سمجھتے ہوئے خرابیوں کی اصل جڑ معلوم کرنے کی کوشش کرتی ہے، اس

محاذ سے ساری قوم کا فریضہ ہے کہ وہ پورے اخلاص اور درد و سوز سے سر جوڑ کر پورے اسباب پر غور کرے کہ پچھلے تیئس سال میں ہم نے کیا کہا اور کیا کیا، کیا کھویا اور کیا پایا ــــ؟ ملک و ملت کی حقیقی فلاح کیلئے ہم کن راہوں پر گامزن ہوئے اور قوم و ملک کی تشکیل و تعمیر ہم نے کن خطوط اور بنیادوں پر اٹھائی۔ قومی سالمیت میں کن لوگوں اور کن نعروں نے رخنہ ڈالا، کون سے خود غرض سیاستدان تھے جنہوں نے علاقائی، قومی وطنی اور لسانی جھگڑے اٹھا کر ہمارے عظیم جذبۂ وحدت اسلامیہ کو پاش پاش کیا، یا وہ کونسی ذہنیت تھی جب کہ آزادیٔ وطن کی خاطر مسلمانوں کی جان و مال اور آبرو ظالم اور عیار انگریز کے ہاتھوں لٹ رہی تھی تو وہ انگریز کی حاشیہ برداری میں پیش پیش رہی۔ مگر جب آزادی نصیب ہوئی تو یہی ظالم ذہنیت تھی جس نے آگے بڑھ کر ایک مسلمان اور آزاد قوم کے فکر و نظر اور قلب و ذہن کو انگریزیت کے غلامانہ بندھنوں میں محصور و مفلوج کر کے رکھ دیا۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ کون سے عیار تھے جنہوں نے وطن اور قوم کی تعمیر کے نام پر پوری ملت کا رخ ایمان، اسلام، اخلاق، اقدار اور روحانیت کی بجائے پیٹ، مادہ، معاش، سرمایہ داری اور بالآخر سوشلزم کیطرف پھیر دیا اور اس طرح نظریۂ پاکستان۔ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ۔ سے پوری قوم کا رشتہ کاٹنے کا ناقابل معافی گناہ کیا ــــ اور وہ کون سے لوگ تھے جو ملک کے دونوں حصوں کے درمیان پھیلی ہوئی وسعتوں کے باوجود اپنے مذموم مقاصد کیلئے یک جان دو قالب بن کر ایک دوسرے کے مادی اور غیر اسلامی نعروں اور معاشی نظریوں میں رنگ بھرنے میں پیش پیش ہوتے تھے۔ ــــ ایسے تمام اسباب، محرکات کو نگاہ میں رکھ کر ہمیں آگے کیلئے سوچنا اور لائحہ عمل تجویز کرنا ہوگا، اگر ہم وقتی سکون اور ٹھہراؤ سے یہ سمجھیں کہ مرض بالکلیہ زائل ہو چکا ہے اور آنے والے کسی طوفان کا خطرہ ہی ختم ہو گیا ہے تو یہ ہماری سب سے بڑی بھول ہوگی۔ مرض اور خرابی کے استیصال کے لیے ایک ایک جڑ تک پہنچنا ہوگا، اور پوری قومی سطح پر وہ اقدامات کرنے ہوں گے جو آئندہ ہمیشہ کیلئے ایسے حالات کا سدباب کر سکیں۔

اس میں اولین بات یہ ہے کہ مشرق و مغرب کے مسلمانوں میں باہمی اعتماد و محبت، الفت و یگانگت کے وہ جذبات نئے سرے سے ابھارنے ہوں گے جو کسی مسلمان قوم کو سیسہ پلائی دیوار اور جسدِ واحد بنائے رکھتی ہے۔ یہ الفت و مؤاخات حقیقی معنوں میں اگر قائم ہو سکتی ہے تو کسی مادی، وطنی یا قومی بنیاد پر نہیں اور نہ کسی معاشی اور مادی تفاوت کی دوری پر بلکہ صرف اور صرف آسمانی نسخہ سے کہ اس نسخہ کو لیکر پورے معاشرہ کو بلکتِ نئے سرے سے اسلامی خطوط پر

استوار کیا جائے۔

ہم اپنی ساری سیاست، تمدن، معیشت اور تہذیب و تعلیم اُس ذات کی مرضی پر چھوڑ دیں جس نے کامیابی اور پسندیدگی کی ضمانت صرف اور صرف اسلام کو دی ہے۔ انّ الدین عند اللہ الاسلام — اور — ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ۔

ہمارے ایسے انقلابی اقدامات جو اللہ اور رسول کی مرضی اور ہمارے قومی اور عالمی سطح پر کئے گئے اسلامی نظام کے بلند بانگ دعوؤں پر پورے اتریں اور ہم اپنے ملک و ملت کی پوری ہیئت حاکمہ اسلام کے سپرد کر دیں گے تو خود بخود ملک کے مختلف خطوں میں یکجہتی کے جذبات بیدار ہوں گے — رنگ و نسل اور قومی و علاقائی بندھن ٹوٹ جائیں گے، اور مشرقی و مغربی پاکستان میں رہنے والے ہر مسلمان کے دل میں الفت و محبت کی موجیں پھوٹ کر دوسروں کو اپنی آغوشِ عافیت میں لینے کیلئے موجزن ہوں گی — الفت و محبت پیدا کرنا اللہ اور صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے اور یہ اس وقت پیدا ہوتی ہے جب اس کے بھیجے ہوئے لائحہ عمل کو اپنا لیا جائے۔ ورنہ جب رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ارشاد ہے کہ اللہ کی مدد نہ ہوتی تو پوری دنیا کو اس کی تمام وسعتوں کے ساتھ خرچ کر کے بھی آپ مختلف انسانوں کو ایک دوسرے سے نہیں جوڑ سکتے تھے تو چند معاشی یا لادینی فرسودہ مادی نعرے لگا کر ہم ہزاروں میل کی دوریاں کیسے دور کر سکتے ہیں —؟

یہ حجاب یہ نفرت یہ طبقاتی کشمکش اور یہ عداوت اور دشمنی اگر بدل سکتی ہے تو اُسی آسمانی نعرے سے جو روح کی گہرائیوں میں اُتر کر اقصائے مغرب میں رہنے والے مسلمان کو مشرقِ بعید کے مسلمان کا ہمدم اور ہم نشین دل بنا دیتا ہے۔ لو انفقت ما فی الارض جمیعاً ما الفت بین قلوبھم ولکن اللہ الف بینھم — آج ہم کہہ رہے ہیں کہ اللہ نے پاکستان بچایا، تو ہمیں اللہ کی طرف لوٹنا بھی چاہئے اور اس محسن کا شکر یہ بھی لازمی ہے جو ہماری نالائقیوں سے صرفِ نظر کئے جا رہا ہے۔ ورنہ ہمارے قول و عمل کی طرح یہ بھی ایک منافقانہ چال ہو گی

قوم حُدی خوانوں کے جس رجز پر مخمور اور مدہوش ہو کر اس منزلِ ہلاکت و بربادی تک پہنچ چکی ہے۔ اُس رجز یہ قصیدے کا بیت الغزل دو مصرعوں پر مشتمل تھا۔ ایک سوشلزم اور دوسرا جمہوریت۔ اور اب یہ ساری کرشمہ کاری بھی انہی دو لفظوں کی سحر طرازیوں کی ہے۔ ع

بادِ صبا ایں ہمہ آوردۂ تست